سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی
مدرس دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

آخرت میں جوابدہی کا احساس

آخرت کی ہولناکیاں اور صحابہ کرامؓ کا خوف آخرت

نحمدهٗ و نصلي علی رسوله الكريم فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم .

واما من خاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوىٰ فان الجنة هي الماوىٰ (آیت ۲۶ سورۃ النزعٰت)

ترجمہ: اور جو کوئی ڈرا ہو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے اور روکا ہو اس نے اپنے نفس کو خواہش سے' پس جنت ہی اسکا ٹھکانہ ہے۔

وفي مقام آخر قال الله عز وجل ولمن خاف مقام ربهٖ جنّتٰن (آیت ۲۶ سورۃ رحمان)

ترجمہ: اور جو کوئی ڈرا کھڑے ہونے سے اپنے رب کے سامنے اس کے لیے (جنت میں) دو باغ ہیں۔

گذشتہ جمعہ کے معروضات کا خلاصہ آپ حضرات کو یاد ہوگا کہ آرزو اور مقصد اعظم تو ہر مسلمان کا یہی ہے کہ اسے جنت حاصل ہو لیکن وہ کیسے حاصل ہوگی اس کے حصول کا مختصر مگر جامع راستہ اور گُر کونسا ہے؟

معالج روحانی پر اعتماد:

ان دونوں آیات میں مالک الملک نے مختصر الفاظ میں بیان فرمادیا ہے یہ کوئی انوکھی اور عقل وسمجھ میں نہ آنے والا نسخہ نہیں جیسے کہ گذشتہ جمعہ میں عرض کردیا تھا اس عالم اسباب میں بھی مقصود اور مطلوب تب حاصل ہوتا ہے جب اسکے لیے مقرر کردہ اسباب وعوامل کو بروئے کار لایا جائے، دنیا میں ایک مریض اپنا مطلوب یعنی صحت سے مالا مال اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک اپنے معالج کے بتائے ہوئی دوا اور طریق کار پر سو فیصد عمل نہ کرے۔

آخرت میں جواب دہی کا احساس:

پہلے آیت میں گناہوں سے محفوظ رہنے کے دو طریقے یعنی روحانی اصلاح اور اعضاء کو اللہ کے بتائے ہوئے اصولوں کو مدِ نظر رکھ کر استعمال میں لانے کے لیے اہم وضروری عقیدہ یہ ہے کہ مجھے ایک دن اپنے مالک حقیقی کے سامنے حاضر ہونا ہے، یہ تصور ایسا راسخ ہونا چاہیے کہ شیطان جب بھی گناہوں کو خوبصورت انداز میں پیش کرنے کے بعد انسان کو اس پر عمل کرنے کے لیے آمادہ کرے، انسانی سوچ وفکر فوراً یہ حکم الٰہی اپنے سامنے لائے کہ اللہ کے سامنے

میرے پیشی کے موقع پر اس عمل کے بارے میں پوچھا جائے گا، مجھے جواب وجواز پیش کرنا ہوگا، تو میں کیا جواب وجواز کا دلیل پیش کروں گا، یہی انسان فوراً شیطان کے مکاری اور چالبازی کے جال میں گرفتار ہونے سے بچ جائیگا

خواہشات نفس سے بغاوت:

اسی آیت مبارکہ میں اللہ کے دربار میں حاضری کیلئے ایک اور علاج یہ بیان کیا گیا کہ اپنے نفس کو اس کے خواہش پر عمل کرنے سے روک کر ازلی دشمن شیطان لعین کے بربادی سے اپنے آپکو بچایا جاسکتا ہے بدقسمتی سے پہلو میں بیٹھے ہوئے اس خطرناک دشمن لعین کو مسخر کر کے اس کے اصلاح سے ہم غافل ہیں، جو کچھ یہ مانگتا ہے، اس کو دینا اپنا اولین فریضہ سمجھتے ہیں، اس کے ہر حکم کی فوراً تعمیل کو اپنے لیے سعادت فخر کا ذریعہ سمجھتے ہیں، اس کے خواہشات کی تکمیل کی راہ میں اپنے پرائے اور حلال وحرام کی تمیز کرتے ہیں اور نہ احکامات الٰہی کی رعایت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہیں، اور غم وفکر دوسروں کی اصلاح کی رہتی ہے، کہ فلان اس گناہ کا مرتکب ہورہا ہے۔ اور فلاں اس برے عمل کا شائق ہے، اور اپنے ساتھ نفس امارہ بالسوء کی شکل میں جو اژدھا منہ کھولے ڈسنے اور مارنے کے موقع کے انتظار میں ہے اس کی جانب توجہ ہی نہیں۔

حقیقی پہلوان کون ہے؟

اصل پہلوان وہ نہیں جو دنگل کے میدان میں اپنے سے مضبوط وخطرناک پہلوان کو پچھاڑ دے بلکہ حقیقی پہلوان وہ ہے جو اپنے سب سے قریبی اور دن رات کے ساتھی جو کبھی جدا ہونے کا نام بھی نہیں لیتا، اسے شکست دے کر صراط مستقیم پر لانے کے بعد اس کو اپنا مطیع ومسخر بنادے، اور یہ تب ہوگا کہ جس چیز کی نفس امارہ خواہش مند ہو اس سے منہ موڑ کر اس کے خلاف عمل کرو۔ اتنے آسانی سے یہ نہ شکست تسلیم کرتا ہے اور نہ راہ راست پر آتا ہے بلکہ اس کے ساتھ اس سلوک پر دوام اور ثابت قدم رہنا ہے اس کو مطیع اور فرمانبردار بنانے کا بہترین طریقہ ہے۔

حضرت تھانویؒ کا ارشاد:

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے بقول ہر کام کرتے وقت سوچ لیا کرو کہ اس میں نفس کو مزہ آتا ہے یا نہیں اگر مزہ اور لذت محسوس ہو تو جان لیجئے کہ یہ گناہ کی ایک صورت ہے اگر اس کے بداثرات کو زائل کرنا ہے تو اسی وقت لذت کو اپنے اوپر مسلط اور غالب نہ کرو بلکہ خود اس کے اوپر غالب ہو جاؤ فوراً اس فعل بد کے برے اثرات خواہ دنیاوی ہوں یا آخروی اور ان پر مرتب ہونے والے عذاب وسزا کو سامنے رکھ کر وقتی لذت ومزہ اور دائمی شرمندگی اور تکلیف کا آپس میں موازنہ کرنے کے بعد آئندہ نفس کی اطاعت پر عمل کرنے کا تصور بھی نہ کرنا، اس خوف کی موجودگی میں پھر گناہ پر عمل کرنا ناممکن ہوجائیگا۔

خالق کی عدالت میں تین حاضریاں:

دنیا میں محاسبہ اور عدالتی نظام میں تو مظلوم دردر کی خاک چھاننے اور تمام زندگی عدالتوں میں تاریخیں بھگتانے میں صرف کر کے پھر بھی فیصلہ کی حسرت دل میں ساتھ لے کر موت کی وادی میں داخل ہوجاتا ہے، مگر خالق کے سامنے پیش ہونے کا سلسلہ بہت لمبا چوڑا اور طویل نہ ہوگا بلکہ تین تاریخوں میں محاسبہ کا فیصلہ ہوکر جنت یا دوزخ کا پروانہ مل جائے گا۔ رحمت دوعالم ﷺ کا ارشاد ہے: **عن الحسن عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ یعرض الناس یوم القیامۃ ثلث عرضات فامّا عرضتان فجدال ومعاذیر واما العرضۃ الثالثہ فعند ذالک تطیر الصحف فی الأیدی فآخذ بیمینہ و آخذ بشمالہ** (رواہ احمد والترمذی)

ترجمہ: حضرت حسن بصریؒ حضرت ابو ہرۃؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ کے سامنے لوگوں کو تین دفعہ پیش کیا جائے گا دو دفعہ تو بحث وجرح اور عذر آرائی ہوگی اور تیسرے مرتبہ پیشی پر (جب سوال وجواب اور حساب کتاب کے مراحل مکمل ہوچکے ہونگے) عمل نامے اڑاڑ کے ہاتھوں میں پہنچ جائیں گے۔

آخرت کی سعادت اور رسوائیاں:

ان میں سے کچھ لوگ اپنے دائیں ہاتھ میں عمل نامے وصول کرلیں گے، اور بعض لوگ بائیں ہاتھ میں عمل نامے حاصل کرلیں گے، یہاں یہ بات یاد رکھیں کہ دائیں ہاتھ میں لینے والے دیندار، پرہیزگار، خوش قسمت اور سعادتمندوں کے زمرہ میں شامل ہوں گے اور بائیں ہاتھ والے نافرمان، بدبخت، گناہ گار اور جہنم کے حقدار ہوں گے۔ جبکہ دائیں ہاتھ میں ملنے والا عمل نامہ حاصل کرنے والوں کیلئے یہ جنت کا پروانہ ہوگا۔ محاسبہ کا یہ عمل چند سو یا چند ہزار لوگوں کے درمیان نہ ہوگا بلکہ اس نجات یا تباہی کا معاملہ اور چھان بھٹک اولین وآخرین یعنی اربوں کھربوں لوگوں کے سامنے ہوگی۔ اس چند روزہ زندگی کے کم تعداد میں لوگوں کے سامنے رسوائی کو ہم میں سے ہر ایک اپنے لیے بے عزتی، ہتک اور اہانت سمجھ کر ایسے مواقع سے محفوظ رہنے کی کوشش کرتا ہے۔ رب مخلوقات کے سامنے حاضری کے موقع پر خدا نہ کرے ذلت ورسوائی سے بچنے سے آج ہم میں سے اکثر ایسے غافل ہیں جیسے اگلے عالم میں ہمارا کسی کے سامنا ہی نہ ہوگا، دنیا کے جج اور قاضی کے سامنے عیاری، چالاکی، مکاری، چرب زبانی اور رشوت وغیرہ سے اپنا کام ناجائز طریقہ سے نکالا جاسکتا ہے اور زیادہ یہی کچھ ہورہا ہے۔ مگر احکم الحاکمین کو تو نہ دھوکا دیا جاسکتا ہے نہ اور کوئی لالچ کارآمد ہوسکتی ہے۔

بارگاہِ احکم الحاکمین میں پیشی:

اس دنیا کا ایک معمولی افسر جب اپنے ماتحت کو جوابدہی کیلئے اپنے آفس بلاتا ہے تو ہزار بار آپ نے دیکھا

ہوگا کہ ماتحت پر ہیبت طاری ہوکر ہونٹ اور ہاتھ کانپنے لگتے ہیں، ٹانگوں میں لرزہ پیدا ہوکر کھڑا ہونا مشکل ہو جاتا ہے تو جس دن جسے قیامت کہا جاتا ہے جس میں ہزار ہا دہشت، خوف و پریشانیوں کا ہجوم ہوگا اور پھر بادشاہوں کے بادشاہ رب العلمین جسکے رعب و دبدبہ کے سامنے دنیا کے بڑے بڑے افیسر کے رعب اور دبدبہ کی کوئی حیثیت اور وقعت ہی نہیں اسکی پُرجلال بارگاہ میں کھڑے ہونے والوں کا کیا عالم ہوگا، اس مرحلے کی آسانی کا نسخہ ''مرشد اعظم ﷺ'' نے بیان فرما کرامت پر اپنے شفقت اور مہربانی کا اظہار جس انداز سے فرمایا۔ اسکی حضور اقدس ﷺ کی اس فرمان میں موجود ہے: **وعن ابی سعید الخدریؓ انہ اتیٰ رسول اللہ ﷺ فقال اخبرنی من یقویٰ علی القیام یوم القیامۃ الذی قال اللہ عزوجلّ یوم یقوم النّاس لرّب العالمین فقال یخفف علی المؤمن حتی یکون علیہ کاالصلوۃ المکتوبۃ.** ترجمہ: حضرت ابوسعید الخدریؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ یارسول اللہ ﷺ مجھے یہ تو بتائیے کہ قیامت کے دن جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جس دن تمام لوگ ایک ایک کائنات کے مالک یعنی اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہوں گے، کسی فرد کو (محاسبہ) کے لیے رب العالمین کے سامنے کھڑے ہونے کی سکت اور ہمت ہوگی، انحضرت ﷺ نے فرمایا قیامت کا دن مومن کے لیے آسان کردیا جائے گا حتی کہ وہ دن اس پر فرض نماز کی ادائیگی کے وقت کے برابر ہوجائیگا۔

آخرت کی ہولناکیاں:

محترم حضرات! ہم نے اس ہیبت ناک منظر کے بارہ میں اپنے صبح و شام کے مصروفیات اور شوروغل میں مشغول رہنے کے ساتھ کبھی کچھ وقت نکال کر غور بھی کیا ہے، کہ اس سخت دن کیلئے ہم کیا تیاری کر رہے ہیں جو مسلمان کیلئے فرض نماز ادا کرنے کے مقدار کردیا جائے گا اور کافر کیلئے پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا، یعنی حقیقت میں تو وہ دن نہایت طویل تو ہوگا مگر ایمان کے نعمت سے مالامال خوش قسمت کیلئے باوجود لمبا اور مصائب سے بھرپور ہونے کے اللہ اتنا آسان کردے گا، جتنا وقت فرض نماز کی مختصر مدت میں گزرتا ہے، دنیا کی زندگی میں بھی ہم اور آپ اس کیفیت سے گزرتے ہیں اور اذیت اور مصیبت میں گرفتار شخص پر ایک گھنٹہ، سال کے برابر طویل اور لمبا ہو جاتا ہے کبھی کبھی شب کے دوران دانت یا کسی اور عضو میں تکلیف جب شروع ہوتی ہے تو تکلیف میں مبتلا شخص سمجھتا ہے کہ رات تو ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتی جبکہ سکون و راحت کی نیند سونے والے پر یہی رات ایسا محسوس کرتا ہے کہ لمحوں اور سیکنڈوں میں گزر کر نیند کا کوٹا پورا نہ ہونے کی شکایت کرتا ہے۔ جس شخص کا عقیدہ اور اعمال کامل و مکمل ہونگیں اس کیلئے یہ سخت لمحات بہت زیادہ مختصر، اور جس کے اعمال و کردار میں شریعت کے اعتبار سے کمی اور کمزوری ہو اس کیلئے ہیبت و اذیت سے یہ معمور دن ذرا کم مختصر کردیا جائیگا۔

حضرت ابن عمرؓ کا خوف آخرت:

حضرت ابن عمرؓ جب سورت تطفیف کی تلاوت کرتے وقت اور آیت "یوم یقوم الناس لرب العالمین" پر پہنچتے تو اللہ کے سامنے کھڑے ہونے کے خوف سے بدحال ہو جاتے۔ حالت ایسی ہو جاتی کہ اس آیت کے مزید آیات کا پڑھنا بھی ناممکن ہو جاتا۔ اور دوسری طرف ہم ہیں۔ کہ زبانی کلامی عقیدہ تو یہی ہے۔ کہ ہم میں سے ہر ایک کو روز مقررہ اپنے ہر عمل کے لیے اللہ کے سامنے پیش ہونا ہے مگر عملاً حقوق اللہ کی پاسداری اور نہ حقوق العباد کے ادائیگی کا خوف ہے۔ شاید اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ بس ہمارے لیے صرف کلمہ شہادۃ پڑھنا ہی کافی ہے نہ سماجی زندگی میں اسلامی احکامات کی پابندی اور نہ معاشرتی زندگی اللہ ورسول ﷺ کے احکامات کے مطابق گزر رہی ہے۔ عمل سے تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ہم میں اکثر لوگوں نے اس بڑے اور خوفناک دن اور عظیم الشان ذات حق تعالیٰ جل جلالہ کے روبرو کھڑے ہونے کو بھلا دیا ہے اس غم وفکر کی جگہ نابالغ سے لیکر شیخ فانی تک حضرات ایک ہی مقصد لئے ہوئے ہیں کہ اس مادی وفانی دنیا کے اسباب تعیش کیسے حاصل کیے جائیں، سب کچھ اسی چند سالہ زندگی ہی کو سمجھ بیٹھے ہیں۔

حضرت ابوذر غفاریؓ:

حضرت ابوذر غفاریؓ جو کہ آسمان رشد وہدایت کے ستاروں یعنی صحابہؓ میں ان اکابر صحابہؓ میں سے ہیں جو اپنے زہد وقناعت فقر واستغناء کی وجہ سے دنیا کے تمام لذتوں، اسباب عیش وعشرت سے دور رہے جن کے بارے میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے: **عن ابی ذرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ ما اظلت الخضراء ولا اقلت الغبراء من ذی لهجة اصدق ولا اوفی من ابی ذریشبه عیسی بن مرین یعنی فی الزهد** (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کسی ایسے بولنے والے پر نہ تو نیلے آسمان نے سایہ کیا اور نہ زمین نے اسکو اٹھایا جو ابوذرؓ سے زیادہ راست گو ہو۔ اور اللہ اور اللہ کے رسولؐ کا حق ابوذرؓ سے زیادہ ادا کرنے والا ہو، وہ ابوذرؓ جو حضرت عیسیٰ ابن مریم کے ساتھ زہد میں مشابہ ہیں یعنی وہ حق وسچ کے بیان میں کسی مصلحت، چشم پوشی اور مداہنت کا شکار بھی نہیں ہوئے ان کے زہد وتقویٰ اور دنیا اور اسباب دنیا سے لاتعلقی کی حالت ایسی تھی کہ اس فانی دنیا کے جائز ومباح اعمال ولذتوں سے بھی احتراز کرتے حضرت عیسیٰؑ سے مشابہت کی وجہ بھی ان کا زہد وتقویٰ اور مجرد یعنی بغیر شادی کے زندگی گزارنا تھا۔

حضرت ابوذر غفاریؓ کی ایک تمنا:

اس عظیم المرتبت اور اوصاف جلیلہ پر فائز صحابیؓ کے خوف خدا کی وجہ سے اپنے بارے میں کیا رائے ہے: **عن ابی ذرؓ قال قال النبی ﷺ انی اریٰ مالاترون واسمع مالاتسمعون أطت السماء وحق لها ان تاط**

والذی نفسی بیدہٖ مافیہا موضع اربع اصابع الا وملک واضع جبہتہ ساجداً للّٰہ واللّٰہ لاتعلمون ماعلم لضحکتم قلیلاً ولبکیتم کثیراً وماتلذذتم باالنساء علی الفرسات ولخرجتم الی الصعدات تجارون الی اللّٰہ قال ابوذرؓ یلیتنی کنتُ شجرۃ تعضد (رواہ احمد والترمذی)

ترجمہ: حضرت ابوذر حضور ﷺ سے روایت کرر ہے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو کچھ میں دیکھتا ہوں تم نہیں دیکھتے ،اور جو کچھ میں سنتا ہوں تم نہیں سنتے ،آسمان میں سے آواز نکلتی ہے اور اس سے آواز کا نکلنا بجاہے قسم ہے اس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری روح ہے آسمان میں چار انگلیوں کے مقدار ایسی جگہ نہیں جہاں فرشتے خدا کے حضور اپنا سر سجدہ ریز نہ کیا ہو،خدا کی قسم اگر تم اس چیز کو جان لو جسکو میں جانتا ہوں (یعنی روز قیامت کی اذیت ،عذاب قبر و دوزخ کی شدت ،اللہ کے حضور پیش ہونا وغیرہ) تو یقیناً تم لوگ بہت کم ہنسوگے بلکہ زیادہ تر روؤ گے،اپنی عورتوں سے بستروں پر لذت حاصل کرنا ترک کر کے جنگلوں کی طرف فرار اختیار کرلو گے۔حضرت ابوذرؓ نے یہ روایت سنانے کے بعد کہا کہ کاش! میں ایک درخت ہوتا جس کو کاٹا جاتا یعنی روز قیامت کی سختیوں ،عذاب قبر،اور مالک الملک کے دربار میں ان کے سامنے اعمال کی جوابدہی جیسے سخت مراحل سے گزرنا نہ پڑتا۔اور دنیا کے رہنے والوں کو شیطان جن گناہوں کے داؤ پیچ میں گھیر کر معاصی کے ارتکاب پر مجبور کردیتا ہے ان گناہوں کی رسوائی وذلت سے میں محفوظ رہتا۔یہ میرے اور آپ جیسے ایک عام گناہوں میں مبتلا شخص کی آرزو نہیں بلکہ ایک عظیم انسان کی دردناک تمنا ہے جس کے بارے میں رحمت للعالمین نے گواہی دی جو ابھی آپ سن چکے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ آسمان کے نیچے اور زمین پر ابوذرؓ سے زیادہ راست گو اور حق پر قائم رہنے والا زاہد و مستغنی جسکی تشبیہ جلیل القدر پیغمبر حضرت عیسیٰ سے دی کوئی اور زیادہ نہیں۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہؓ:

امہات المومنین میں حضرت عائشہؓ کو رب کائنات نے اہم مقام اور فضائل سے نوازا،شیخی ووالدی حضرت مولانا عبدالحق نور اللہ مرقدہ اپنے وعظ میں ان کے فضائل بیان کرتے وقت ان کی عظمتوں پر بے شمار دلائل پیش فرماتے جن میں ایک یہ بھی ہے کہ حضرت عائشہؓ پر منافقین نے تہمت لگانے کی جرات کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کی براۃ کے لیے دس آیات قرآنی نازل فرمائے،یہ فضیلت اور کسی صحابیؓ یا صحابیہؓ کو حاصل نہیں۔حضرت جبرائیل جب حضور ﷺ کے پاس وحی لیکر آتے حضرت عائشہؓ پر سلام پیش کرتے۔جیسے روایت ہے : عن ابی سلمۃؓ ان عائشۃؓ قالت قال لی رسول اللّٰہ یاعائشہ ھذا جبرائیل یقرئک السلام قالت وعلیہ السلام ورحمۃ اللّٰہ وھو یُریٰ مالاأریٰ (رواہ بخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت ابی سلمۃؓ سے روایت ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہؓ نے کہا کہ ایک روز حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا

عائشہ یہ جبرائیل علیہ السلام تمکو سلام کہتے ہیں، عائشہ نے جواب میں کہا وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ، عائشہ فرماتی ہیں حضور اکرم ﷺ جبرائیل کو دیکھ رہے تھے اور میں ان کو نہیں دیکھ رہی تھی یہ اعزاز کسی اور بیوی کو حاصل نہ تھا، علمی کمال کی حالت یہ تھی کہ ابوموسیٰ اشعریؓ کے بقول ہم حضور ﷺ کے صحابہؓ کو جب بھی کسی دینی مسئلہ میں مشکل پیش آتی ہم حضرت عائشہؓ کے پاس جاکر مسئلے کا حل ان سے پوچھ لیتے اور انہی سے معلوم کرکے اپنے مشکل ترین مسائل کو حل کردیتے، سخاوت اس حد تک رہی، ستر اور ایک لاکھ درہم جب ہاتھ میں آتے، سارے دراہم کو مساکین، یتامیٰ وفقراء پر فوراً تقسیم کردیئے اور خود لباس میں کئی پیوند لگے ہوئے تھے، افطار کے وقت جب کھانے کے لیے اور کچھ موجود نہ تھا، جو کی خشک روٹی اور زیتون کے تیل سے افطار فرمایا۔ وہ عائشہؓ جن کے بارہ میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ "فان الوحی لم یأتنی وانا فی ثوب امرأة الا عائشه" یعنی وحی میرے پاس اس وقت نہیں آتی جب کسی بیوی کے لحاف یا چادر میں ہوں، ماسوائے عائشہؓ کے کہ اگر ان کے ساتھ ایک ہی چادر میں رہوں تو بھی وحی کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ سرور دو عالم ﷺ کا عائشہؓ سے محبت کا عالم یہ تھا کہ آپ نے ایک موقع پر فرمایا: "الا تحبین ما احبُّ قالت بلیٰ قال فاحبیّ ما أحبّ" اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ سے حضور ﷺ نے فرمایا کیا تو اس سے محبت نہیں رکھتی جس سے میں محبت کرتا ہوں، فاطمہؓ نے کہا کیوں نہیں آپ نے فرمایا پھر تم عائشہ سے محبت رکھو۔

حضرت عائشہؓ کا فکر آخرت:

محترم حضرات! حضرت عائشہؓ کے مناقب اور آنحضرت ﷺ کا ان سے بے انتہاء تعلق ومحبت کے بارے میں احادیث بھرے پڑے ہیں ان کے بیان کے لیے طویل وقت بھی بہت کم ثابت ہوگا، ان کے زہد وتقویٰ اور حضور ﷺ کا ان سے خصوصی محبت کے ذکر سے۔ غرض یہ ہے کہ ان لاتعداد خصوصیات کے باوجود خدا کا خوف وخشیت اتنا تھا کہ فرماتیں کاش! میں پیدا نہ ہوتیں یا کاش! میں ایک پتھر ہوتی، درخت کا ایک پتہ ہوتی تاکہ قیامت کے دن حساب کتاب سے بچ جاتی۔ امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروقؓ جن کے بارے میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے "لو کان بعدی نبیاً لکان عمر ابن الخطابؓ" اگر میرے بعد کسی اور نبی کا دنیا میں ورود ہوتا تو وہ عمر ابن الخطابؓ ہوتے۔ زندگی میں آنحضرت ﷺ نے جنتی ہونے کی خوشخبری دی۔ عن ابی سعید الخدریؓ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ ذاک الرجل ارفع امتی درجة فی الجنة قال ابوسعید والله ما کنا نری ذلک الرجل الا عمرؓ بن الخطاب حتی مضی لسبیله　(رواہ ابن ماجه)

حضرت ابوسعید الخدریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا وہ شخص میری امت میں جنت کا بلند ترین مرتبہ رکھنے والا ہے، ابوسعیدؓ نے فرمایا اس شخص کے بارے میں قسم ہے اللہ کی ذات پر اس کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا

کہ اس سے حضرت عمرؓ بن خطاب کی ذات مراد ہے حضرت عمرؓ جب تک دنیا میں رہے ہم اپنے اسی خیال پر قائم رہے۔
حضرت عمر کے منقبت وعظمت پر حضورﷺ کے یہ دوارشادات بطور نمونہ عرض کر دیئے ورنہ ان کی خصائص، کمالات اور دین حقہ پر مضبوطی سے قائم رہنے کے واقعات کے بیان کے لیے کئی دن بھی نا کافی ہیں۔

حضرت عمرؓ اور ایک بڑھیا کی خبر گیری:

ان تمام اوصاف کے باوجود اللہ کے سامنے حاضری اور جوابدہی کا اتنا خوف کہ حسب معمول خلافت کے دوران مدینہ کی گلیوں میں رعایا کی احوال کی خبر گیری کے دوران ایک بوڑھی سے واسطہ جو اپنے بھوکے بچوں کو خالی ہنڈیا چولہے پر رکھ کر بہلا رہی تھی، نہ ہانڈی میں پکنے کے لیے کچھ تھا، نہ اس کے گھر میں کھانے کے لئے کوئی چیز موجود تھی' بڑھیا اپنی بھوک سے زیادہ بچوں کی بھوک کی وجہ سے رونے پر پریشان تھی۔ بولنے لگی کہ حضرت عمرؓ سے مل کر یہ بتانا چاہتی ہوں کہ بحیثیت امیر المومنین ہمارے بچوں کے بھوک وافلاس کو ختم کرنے کی ذمہ داری آپ پر تھی، اپنی ڈیوٹی انہوں نے کیوں پوری نہیں کی۔ روز محشر بھی ان سے یہی پوچھوں گی۔ وہ یہ نہ پہچان سکی کہ ان سے مکالمہ کرنے والا شخص ہی عمرؓ ہے فوراً واپس گھر روانہ ہوئے، کھانے پینے کے اشیاء خود اپنے کمر پر اٹھائیں، غلام نے اصرار کیا کہ آپ یہ بھاری سامان نہ اٹھائیں میں اٹھانے اور سنبھالنے کے لیے حاضر ہوں مجھے اٹھا کر بڑھیا کے گھر لے جانے دیں۔ حضرت عمرؓ نے انکار کرتے ہوئے فرمایا: قیامت کے دن جب اللہ کے سامنے حاضری ہوگی بحیثیت امیر المومنین مجھ سے پوچھا جائے گا نہ آپ سے۔ خوراک پہنچا کر خود پکانے کے بعد ان بچوں اور بڑھیا کو کھلا کر اطمینان حاصل ہوا، حضرت عمرؓ کی خبر گیری اور رعایا کی دادرسی کو دیکھیے اور اس دور کے مسلمان حاکموں کی رعایا کی خبر لینا اور مشکلات دور کرنا تو دور کی بات ہے اگر ان کا بس چلے تو بھوک وافلاس اور مہنگائی کی چکی میں تمام رعایا کو مار ڈالیں، ایسے سنگدل کہ نہ روزگار کی فکر نہ تعلیم وصحت اور فلاح وبہبود کا کوئی کارنامہ۔ صحابہ کرامؓ کے کرامات وکمالات کی یہی وجہ تھی کہ ان کے قلوب میں ہر وقت اللہ کے سامنے پیش ہونے کا خوف اور نفس کے خواہشات کو شکست دینے کا مصمم ارادہ وعزم تھا۔ اور اس دور کے حکمران ان دونوں جذبات سے بالکل عاری ہیں، یہی کیفیت عام مسلمانوں کی بھی ہے۔ خوف خدا نہ ہونے اور نفس کی پیروی کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا کر اصلاح احوال کی کوئی صورت ہی نظر نہیں آتی، اگر آج امت کا ہر فرد ان دونوں اللہ کے بتائے ہوئے راستوں کو اختیار کرلے تو پھر نہ اصلاح کے لیے ڈنڈے کی ضرورت ہے نہ فوج اور پولیس کی۔ دنیا میں ظلم کا سلسلہ ختم ہو کر امن وامان کا راج ہوگا۔ اور آخرت میں بھی جنت الفردوس اور دو عالیشان باغات بطور اجر وانعام ملیں گے۔

مالک الملک مجھے اور آپ سب کو خوف خدا کا جذبہ نصیب فرما کر نفس امارۃ بالسوء جو تمام معاصی کا منبع وسرچشمہ کے اتباع سے محفوظ رکھے۔ آمین